بسم اللہ الرحمن الرحیم

Did Christ Die Voluntarily?

Allama Abdullah Abdul Faadi

عبداللہ عبدالفادی

کیا مسیح جبراً مصلُوب ہوئے؟

Punjab Religious Book Society
Anarkali-Lahore 1950
Dec.29.2011
www.noor-ul-huda.com

کیا مسیح جبراً مصلُوب ہوئے؟

مصر میں مسٹرم ۔ع نے ایک چو ورقہ رسالہ شایع کیا ہے۔ جس کا نام محبت المسیح فی حفظ وصایا۔" ہے جس میں آپ نے اس امر کے ثابت کرنے کی بے فائدہ کوشش کی ہے۔ کہ مسیح اپنی رضا مندی سے نہیں۔ بلکہ جبراً صلیب دئے گئے اور جبراً جان دے دینا کفارہ کے منافی ہے"۔ آپ کی دلائل ازقرارذیل ہیں۔

جس رات مسیح گرفتار ہونے کو تھے اور جب آپ کو معلوم ہوا۔ کہ یہوداہ اکریوطی مجھے پکڑوائے گا۔ تو آپ نے یہ فرمایا۔ کہ "اُس آدمی پر افسوس ہے جس کے وسیلے سے ابن آدم پکڑوایا جاتا ہے۔ اگر وہ آدمی پیدا نہ ہوتا۔ تو اُس کے لئے اچھا ہوتا۔۔۔۔ اور نہایت حیران و بے قرار ہونے لگا اور ان سے کہا میری جان نہایت غمگین

ہے۔ یہاں تک کہ مرنے کی نوبت پہنچ گئی ہے۔۔۔۔ اورتھوڑا آگے بڑھا اورمین پرگرکر دعا مانگنے لگا۔۔۔۔ اور کہا اے ابا۔ اے باپ تجھ سے سب کچھ ہو سکتا ہے۔ اس پیالے کو میرے پاس سے ہٹا لے۔ تاہم جو میں چاہتا ہوں۔ وہ نہیں۔ بلکہ جو تو چاہتا ہے ۔۔۔ وہی ہو۔۔۔ پھر اُس نے کہا وقت آ پہنچا ہے۔۔۔ دیکھو ابن آدم گنہگاروں کے ہاتھ میں حوالہ کیا جاتا ہے۔ اُٹھو چلیں دیکھو میرا پکڑوانے والا نزدیک آ پہنچا ہے۔۔۔ اوروہ یہ کہہ ہی رہا تھا کہ فی الفوریہوداہ جواُن بارہ میں سے تھا۔ اوراُس کے ساتھ ایک بھیڑتلواراور لاٹھیاں لئے ہوئے سردارکاہنوں اورفقہیوں اوربزرگوں کی طرف سے آپہنچی۔ اوراُس کے پکڑوانے والے نے انہیں بتا دیا تھا۔ کہ جس کا میں بوسہ لوں وہی ہے اسے پکڑکر حفاظت سے لے جانا وہ آکر فی الفوراس کے پاس گیا اور کہا اے ربی اوراس کے بوسے لئے انہوں نے اس پر ہاتھ ڈال کر اسے پکڑلیا۔۔۔ اورتیسرے پہر کے قریب یسوع نے بڑی آواز سے چلا کر کہا۔ ایلی ایلی لما سبقتنی یعنی اے میرے خُدا تو نے مجھے کیوں چھوڑدیا" (متی 28:26)۔

مسٹرموصوف فرماتے ہیں کہ عبارات مافوق سے معلوم ہوتا ہے کہ مسیح صلیب اٹھانے پر راضی نہ تھے بلکہ بھاگنا چاہتے تھے۔

ہمیں اس فاضل کے انصاف اوردیانت پر تعجب ہوتا ہے۔ کہ مقدس متی کے دونوں بابوں کی عبارت کوکس قطع وبُرید کیا ہے جتنے جملے آپ کے حسب منشاء تھے اُن کو تو لے لیا اورباقی عبارت کو چھوڑدیا ہے۔ حالانکہ آداب مناظرہ اورشرائط مباحثہ اورطریق اعتراض یہ ہے کہ منقولی دلائل لفظ بہ لفظ نقل کئے جائیں۔ اس لئے ہم اول ان عبارتوں کونقل کریں گے۔ جن کو ہمارے مخالف نے اس غرض سے کہ حق بات ظاہرہ ہو چھوڑدیا ہے اورجن سے روزروشن کی طرح یہ ثابت ہوتا ہے کہ فی الحقیقت حضورمسیح نے اپنی رجامندی اورخوشی سے جان دی۔ اس کے بعد ہم آپ ہی کے استدلالات سے آپ کی تردید کریں گے۔

(1)اسی باب 26 کی آیت 6 سے 13 تک یوں لکھا ہے کہ۔

"(6)اورجب یسوع بیت عنیاہ میں شمعون کوڑھی کے گھر میں تھا۔

(7)تو ایک عورت سنگ مرمر کی عطر دانی میں قیمتی عطر لے کراُس کے پاس آئی۔ اورجب وہ کھانا کھانے بیٹھا تھا۔ تو اس کے سرپر ڈالا۔(8) شاگرد یہ دیکھ کر خفا ہوئے اور کہنے لگے کہ یہ کس لئے ضائع کیاگیا؟(9) یہ تو بڑے داموں کو بک کر غریبوں کو دیا جا سکتا تھا۔(10) یسوع نے یہ جان کر ان سے کہا۔ کہ اس عورت کو کیوں دق کرتے ہو؟ اس نے تو میرے ساتھ بھلائی کی ہے۔(11) کیونکہ غریب غرباءتو ہمیشہ تمہارے ساتھ

ہےں۔ لےکن میں تمہارے پاس ہمیشہ رہوں گا۔(12) اوراس نے جو یہ عطر میرے بدن پر ڈالا۔ یہ میرے دفن کی تیاری کے واسطے کیا۔(13) میں تم سے سچ کہتا ہوں۔ کہ تمام دنیا میں جہاں کہےں اس خوشخبری کی منادی کی جائے گی یہ بھی جو اسنے کیا اس کی یادگاری میں کہا جائے گا"۔

عبارت خط کشیدہ سے صاف طورپر معلوم ہوتا ہے۔ کہ خُداوند کو اپنی موت کا پورا اورکامل عمل تھا۔ پس اگرموت پر راضی نہ ہوتے اوربھاگنا چاہتے تھے"۔ تو بھاگنے کا بہت اچھا موقعہ تھا۔ اوریہیں سے گرفتار ہونے سے قبل آپ بھاگ سکتے تھے۔ لےکن چونکہ خداوند صلیبی موت پر راضی تھے۔ اس لئے موت کی انتظاری میں ٹھہرے رہے اوراپنے کفارہ ہونے کو بدیں الفاظ ظاہر کیا۔ کہ" جہاں کہےں اس خوشخبری کی منادی کی جائے گی"۔ کیونکہ " خوشخبری" کے معنی ہمارے منجی کا کفارہ ہےں۔

(2) پھر اسی باب 26 کی آیت 18 میں خداوند کا یہ فرمانا کہ " شہر میں فلاں شخص کے پاس جاکر اُس سے کہنا اُستاد فرماتا ہے۔ کہ میرا وقت نزدیک ہے"۔ یہ دوسری دلےل ہے کہ مسیح کو اپنی موت کا علم تھا۔ اوراگر وہ راضی نہ ہوتے ان کے بھاگنے کے لئے بہت اچھا موقعہ تھا۔

(3) پھر اسی باب 26 کی 21 آیت میں خداوند نے فرمایا۔ کہ" میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ تم میں سے ایک مجھے پکڑوائے گا"۔ ثابت کرتا ہے کہ خُداوند کو نہ صرف اپنی موت کا علم تھا بلکہ اپنے پکڑوانے والے کو بھی جانتے تھے۔ چنانچہ جب یہوداہ نے کہا کہ کیا میں ہوں؟" تو خداوند نے فرمایا " کہ تو نے خود کہہ دیا"۔ یہ تیسری دلےل ہے کہ اگر خداوند موت پر راضی نہ ہوتے اوربھاگنا چاہتے۔ تو ضروربھاگ سکتے تھے۔

(4) پھر اسی باب 26 کی 26 28 آیتوں میں خداوند کا یہ قوم کہ" لو کھاؤ یہ میرا بدن ہے"۔ اورتم سب اس میں سے پےو۔ کیونکہ یہ عہد کا میرا وہ خون ہے۔ جو بہتیروں کے لئے گناہوں کی معافی کے واسطے بہایا جاتا ہے"۔اس بات کی چوتھی دلےل ہے ۔ کہ خداوند نے اپنی خوشی سے صلیبی موت کو ہمارے گناہوں کے لئے منظور فرمایا تھا۔

(5) خداوند کا یہ قول کہ" میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ انگورکا یہ شیرہ پھر کبھی نہ پےوں گا۔ اس دن تک کہ تمہارے ساتھ اپنے باپ کی بادشاہت میں نیا نہ پےوں۔" (26 باب 29) اس امر کی تصریح کرتا ہے۔ کہ آپ کو اپنی موت کا خوب علم تھا۔ اورپھر بھی آپ نہےں بھاگے۔

(6) خداوند کا اپنے شاگردوں اورپطرس سے یہ کہنا کہ تم اسی رات میری بابت ٹھوکر کھاوگے۔۔۔۔ میں تجھ سے سچ سچ کہتا ہوں کہ اسی رات مُرغ کے بانگ دینے سے پہلے تو تین بار میرا انکارکرے گا"۔(35-26:31) صاف

ظاہر کرتا ہے۔ کہ ااپ کو اپنی گرفتاری کے وقت کا علم تھا اورپھر بھی آپ روپوش نہیں ہوئے۔ اورنہ موت سے بچتے رہے۔

(7)اسی باب (26) کی دوسری آیت سے جس کو مسٹرم۔ع نے قصداً چھوڑدیا اورجس ہمارے خداوند کی رضامندی ظاہر ہوتی ہے۔ واضح ہوتا ہے کہ خداوند کو اپنی صلیبی موت کا بھی وقت بھی معلوم تھا۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں۔ کہ تم جانتے ہو کہ دودن کے بعد فسح ہوگی اورابن آدم مصلوب ہونے کو پکڑوایا جائے گا"۔

(8)مسٹرم۔ع ہمارے خُداوند کے اس قول سے کہ" وہ نہایت حیران اوربے قرارہونے لگا اوران سے کہا میری جان نہایت غمگین ہے یہاں تک کہ مرنے کی نوبت پہنچ گئی ہے۔۔۔۔ اورتھوڑاآگے بڑھا اورزمین پرگرکر دُعا مانگنے لگا۔۔۔۔ اور کہا کہ اے ابا۔ اے باپ یہ پیالہ مجھ سے ہٹا لے"۔ یہ استدلال کرتے ہیں۔ کہ ہمارے منجی موت سے ڈرتے تھے۔ اگرآپ گزشتہ حوالہ جات پرپھر ایک بارنظرڈال دیں توآپ پرروشن ہو جائے گا۔ کہ ہمارے مخالف کا استدلال کس قدردورازانصاف ہے۔ جب کہ ہم ثابت کرچکے ہیں کہ مسیح نے اپنی رضا مندی اوراختیارسے صلیبی موت منظورفرمائی۔ ہم اپنے دوست کوبتلانا چاہتے ہیں کہ ہمارے منجی کا یہ خوف وہراس محض اس لئے تھا کہ ان کے بشری قوی مضمحل ہوکرقبل ازوقت جواب منہ دیں اور ایسا نہ ہو۔ کہ کمزورہوگئے۔ چنانچہ آپ کا پسینہ خون کے قطروں کی طرح ٹپک رہا تھا(لوقا22:44) چونکہ خداوند نہ نہیں چاہتے تھے کہ صلیبی موت کے بغیرفوت ہوں لہذا خُدا سے دعا کرتے ہیں اے خدا اس پیالہ کویعنی اس موت کو جو بغیرصلیب کے قوی کے ضعف کی وجہ سے مجھ پرطاری ہونے والی ہے مجھ سے روک دے۔ چنانچہ آپ کی یہ دعا سنی گئی اورصلیبی موت آپ کونصیب ہوئی۔

مقدس پولوس نے نہایت تفصیل کے ساتھ اس امرکو بیان کیا ہے کہ کس طرح خداوند اس موت سے پریشان تھے جو صلیب سے پہلے واقع ہونے والی تھی۔ چنانچہ عبرانیوں کے خط میں لکھتے ہیں۔ کہ "اُس نے اپنی بشریت کے دنوں میں زورزورسے پکارکراورآنسو بہا بہا کراسی سے دعائیں اورالتجائیں کیں جواس کو موت سے بچا سکتا تھا۔ اورخُدا ترسی کے سبب اُس کی سنی گئی۔ اورباوجود بیٹا ہونے کے اُس نے دُکھ اُٹھا اُٹھا کر فرمانبرداری سیکھی اورکامل بن کراپنے سب فرمانبرداروں کے لئے ابدی نجات کا باعث ہوا اوراسے خُدا کی طرف سے ملک صدق کے طورکے سردارکاہن کا خطاب ملا"۔(عبرانیوں5:7-10)۔

غور کا مقام ہے کہ اگر مسیح کے تضرع اور آنسو بہانے کا مطلب صرف یہ تھا کہ صلیبی موت سے بچ جائیں تو اس جملہ کا کیا مطلب ہے۔ کہ خُدا ترسی کے سبب اُس کی سنی گئی؟ حالانکہ حضور مسیح صلیبی موت سے نہ بچ سکے۔ اور عین صلیب پر فوت ہوئے۔ پھر اگر حضور صلیب پر مرنا نہیں چاہتے تھے۔ تو اس جملہ کے کیا معنی ہو سکتے ہیں کہ "باوجود بیٹا ہونے کے اس نے دکھ اٹھا اٹھا کر فرمانبرداری سے کھی؟" کیا فرمانبرداری کے یہی معنی ہیں کہ خدا کی مرضی تو یہ ہو۔ کہ اُس کا بیٹا صلیب پر مرے۔ لیکن بیٹا یہ چاہے کہ میں صلیبی موت نہ مروں ۔ اگر حضور کی صلیبی موت اجباری تھی تو اس جملہ کا کیا مطلب ہے۔ کہ اپنے سب فرمانبرداروں کے لئے نجات ابدی کا باعث ہوا جس کے معنی صاف قربانی اور کفارے کے ہیں۔

اسی وجہ سے خُداوند نے اپنے شاگردوں سے کہا کہ میری جان نہایت غمگین ہے۔ یہاں تک کہ مرنے کی نوبت پہنچ گئی ہے"۔ اور یہ نہیں کہا۔ کہ میری جان موت کی وجہ سے غمگین ہے"۔ جو عقل مند ہیں ان دونوں جملوں میں زمین و آسمان کا فرق پائیں گے۔ چونکہ بے حد تکالیف اور مصیبتوں کی وجہ سے بچنے کے لئے دعائیں کیں تاکہ آپ صلیبی موت سے مرجائیں۔ جس کے لئے آپ تشریف لائے تھے۔ اور آ کی یہ دُعا کہ طبعی موت سے بچ جاؤں سنی گئی۔ ہمارا دعویٰ ذیل کے دلائل پر مبنی ہے۔

اول یہ کہ خداوند نے یہ نہیں کہا۔ کہ "موت سے" ۔ دوم یہ کہ اسی باب کی41آیت میں ایک جملہ ہے۔ جس کو مسٹر م۔ع نے قصداً چھوڑ دیا ہے وہ یہ کہ روح تو مستعد ہے لیکن جسم کمزور ہے۔" یعنی ایسا نہ ہو کہ ضعف کی وجہ سے صلیبی موت سے پہلے مر جاؤں۔ سوم یہ کہ مقدس لوقا لکھتے ہیں ۔ کہ آسمان سے ایک فرشتہ اُس کو دکھائی دیا وہ اُسے تقویت دیتا تھا"۔ (لوقا 43:23) فرشتہ کس کو تقویت دیتا تھا اس کی انسانیت کو تاکہ قبل ازوقت مرنا جائے۔ چہارم یہ کہ باربار اپنے شاگردوں کے پاس آنا اور اُن کو جگانا تاکہ اُن کی صحبت اور موانست سے آپ کو صلیبی موت تک تقویت مل جائے۔ یہ چار دلائل ان کے لئے جو عقلمند اور منصف مزاج ہیں۔ کافی سے زیادہ ہیں۔

(9) مسٹر م۔ع نے خداوند کے اس قول سے کہ وقت آ پہنچا ہے۔"دیکھو ابن آدم گنہگاروں کے ہاتھ میں حوالے کیا جاتا ہے۔ اُٹھو چلیں دیکھو میرا پکڑوانے والا قریب آ پہنچا ہے"۔ یہ استدلال کیا ہے۔ کہ مسیح بھاگنا چاہتے تھے۔ جو محض ایک بہتان اورافترا ہے کیونکہ جملہ بالا سے مسیح کی رضامندی ظاہر ہوتی ہے۔ نہ کہ رضا مندی جیسا کہ ہم نے کہیں مفصل بیان کیا ہے کہ خُداوند کو اپنے گرفتار ہونے سے مدتوں قبل اس کا علم تھا۔ کہ میں یہودیوں کے ہاتھوں میں گرفتار ہو جاؤں گا۔ اور بالا خر نہایت تکالیف کے ساتھ مارا جاؤں

گا۔ پس اگرحضور کو بھاگنا منظور ہوتا۔ تو بہت پہلے بھاگ جاتے جہاں ان کو بھاگنے کا موقعہ حاصل تھا۔ اُس وقت تو نہیں بھاگے اورجب ان کو بھاگنے کا موقعہ نہیں بھاگنا چاہتے ہیں۔ بلکہ خُداوند کا اس قول سے کہ آؤ چلیں دیکھو میرا پکڑوانے والا قریب آپہنچا ہے"۔ یہ مطلب تھا کہ ہم کو اپنے دشمنوں کے آگے جانا چاہیئے اوراپنے کو ان کے ہاتھ میں گرفتار کروانا چاہیئے۔ تاکہ خدا کی مرضی جلد پوری ہو۔

(10)چنانچہ مقدس یوحنا نے اس کی تصریح کی ہے۔ کہ مسیح گرفتار ہونے کے لئے آگے جانا چاہتے تھے۔ مقدس یوحنا لکھتے ہیں کہ " یہ اس لئے ہوتا ہے کہ دنیا جانے کہ میں باپ سے محبت رکھتا ہوں۔ اورجس طرح باپ نے مجھے حکم دیا میں ویسا ہی کرتا ہوں۔ اُٹھو یہاں سے چلیں"۔ (31:14) پس اگر خداوند کا مقصد بھاگ جانا ہوتا تو مسیح ہرگز یہ نہ فرماتے کہ" میں باپ سے محبت رکھتا ہوں"۔ کیونکہ محبت کے معنی فرمانبرداری ہے۔ حالانکہ بقول مخالف مسیح خُدا کی نافرنبرداری کرتے ہیں۔ اورموت سے بھاگنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اورپھر مسیح کا یہ فرمانا کہ جس طرح باپ نے مجھے حکم دیا ہے میں ویسا ہی کرتا ہوں"۔ صاف ظاہر کرتا ہے۔ کہ مسیح موت کا مقابلہ کرنے کے لئے جانا چاہتے تھے ۔ نہ کہ بھاگ جانا۔

(11)مسٹر م۔ع نے خداوند کے ایک قول کو قصداً چھوڑدیا ہے۔ جس سے صاف واضح ہوتا ہے۔ کہ خُداوند موت پر راضی تھے وہ قول یہ ہے۔ کہ یسوع نے اُس سے کہا۔ اپنی تلوار کو میان میں کرلے۔۔۔۔ کیا تو نہیں سمجھتا کہ میں اپنے باپ سے منت کرسکتا ہوں۔ اوروہ فرشتوں کے بارہ تمن سے زیادہ میرے پاس ابھی موجود کردے گا۔ مگروہ نوشتے کہ یونہی ہونا ضرورہے کیونکر پورے ہوں گے"۔ پھر اپنے گرفتار کرنے والوں سے فرمایا کہ " مجھے ڈاکو کی طرح پکڑنے نکلے ہو؟ میں ہر روز ہیکل میں بیٹھ کر تعلیم دیتا تھا۔ اورتم نے مجھے نہیں پکڑا۔ مگریہ سب کچھ اس لئے ہوا ہے کہ نبیوں کے نوشتے پورے ہوں۔(متی 56-26:51)

ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ مسٹر م۔ع نے اُوپر والی عبارت کو کیوں چھوڑدیا۔ آیا اس لئے کہ آپ ایک متعصب شخص ہیں۔ اس لئے کہ آپ کو حق کے ساتھ دشمنی ہے۔ لیکن ہم حسن ظن سے کام لے کر یہ کہیں گے۔ کہ آپ کا مطالعہ عمیق نہیں سطحی ہے۔ اورانجیل مقدس سے واقف نہیں ہیں حالانکہ محققین پریہ فرض ہے۔ کہ وہ فریق مخالف کی کتب پر حاوہ ہوں اوران کے تمام دعاوی کو لفظ بہ لفظ نقل کریں۔ اگرمسٹر م۔ع اس قانوں پر عمل کرتا تویقینا وہ خود اپنی غلطیوں کا پردہ چاک کرتا۔

آیات مافوق سے روز روشن کی طرح ظاہر ہے۔ کہ خداوند صلیبی موت پر بالکل راضٰ تھے۔ اگر وہ روضی نہ ہوتے ۔ تو فرشتوں سے مدد لے کر اپنے مخالفین کی جڑ دیتے۔ اوراس صورت میں آپ کو بھاگنے کی بھی ضرورت نہ رہتی۔ لیکن چونکہ آپ ہمہ تن راضی بہ قضا تھے۔
اس لئے نہ تو بھاگنے کوشش کی۔ اورنہ ہی فرشتوں سے مدد چاہی۔

(12)ان مواضع میں سے جس سے مسٹرم۔ع نے چشم پوشی اختیار کی ہے۔ اورحق سمجھ کو چھوڑدیا ہے۔ متی کے 26باب کی 59تا63آیات ہےں۔ جن میں مذکورہے۔ کہ سردارکاہن اورسارے صدرعدالت مسیح کے برخلاف جھوٹی گواہی کو ڈھونڈنے لگے اورآخرکاردو گواہوں نے آکر کہا۔ کہ"اُس نے کہا کہ میں خُدا کے مقدس کو ڈھا سکتا ہوں۔ اورتین دن میں اسے بنا سکتا ہوں"۔ اس پر سردارکاہن نے کہا۔ کہ توکیوں ان کا جواب نہےں دیتا۔ "مگریسوع چپکا ہی رہا"۔ حالانکہ خُداوند نے دوڈھائی سال پیشتر فرمایا تھا۔ کہ تم اس ہےکل کوڈھا دو۔ تو میں تین دن میں کھڑا کردوں گا۔ مگر اس نے اپنے بدن کے مقدس کی بابت کہاتھا"۔ (یوحنا2:19)۔ سردارکاہن کے خداوند کو باصرار کہنے۔ کہ توان کا جواب دے۔ اورخداوند کا ان کی جھوٹی گواہی کو سن کر خاموش رہنے سے صاف واضح ہوتا ہے کہ خداوند نوت سے بچنا نہےں چاہتے تھے۔ ورنہ خداوند اپنی صفائی پیش کرتے اوران کی تردید کرکے آسانی کے ساتھ چھوٹ جاتے۔

(13)مسٹرم۔ع نے محض حق پوشی کی غرض سے نہ صرف مافوق کی آیتوں کو چھوڑدیا ہے۔ بلکہ مقدس متی65۔63:26کو بھی قصداً چھوڑدیا ہے۔ جن سے حضورکی صلیبی موت پر رضا مندی ظاہر ہوتی ہے۔ وہ آیتیں یہ ہےں۔

"سردارکاہن نے اُس سے کہا۔ میں تجھے زندہ خُدا کی قسم دیتا ہوں۔ کہ اگرتو خدا کا بیٹا مسیح ہے۔ توہم سے کہہ دے۔ یسوع نے اُس سے کہا۔ تونے خود کہہ دیا۔ بلکہ میں تم سے کہتا ہوں۔ کہ اس کے بعد تم ابن آدم کو قادرمطلق کی دہنی طرف بیٹھے اورآسمان کے بادلوں پرآتے دےکھوگے اس پر سردارکاہن نے یہ کہہ کراپنے کپڑے پھاڑے۔ کہ اس نے کفربکا ہے۔ اب ہمیں گواہوں کی کیا حاجت رہی! دےکھوتم نے یہ کفرسنا ہے ۔ تمہاری کیا رائے ہے؟

سردارکاہن نے جب دےکھا۔ کہ گواہوں میں اختلاف ہے۔ اوراس اختلاف کے ہوتے ہوئے۔ وہ مسیح کو قتل نہےں کروا سکتا ہے۔ لہذا اس نے نہایت چالاکی سے یہ چاہا۔ کہ خود مسیح کی زبان سے ایسے الفاظ نکلوائے۔ جن سے اس پر قتل کا فتوی ثابت کرسکے۔ چنانچہ اس نے جوکچھ کہلوانا چاہا تھا۔ کہلوا دیا ۔ اور

خداوند نے صاف صاف اپنے ابن اللہ ہونے کا اقرارکیا۔ اوراسی اقرارکی وجہ سے سردارکاہن نے آپ پر یہ کفر کا فتوی لگا دیا۔

قابل غورامر یہ ہے۔ کہ اگر حضورمسیح موت سے بچنا چاہتے۔ تو وہ نہایت آسانی کے ساتھ اپنے ابن اللہ ہونے کا ذکر نہ کر کے چھوٹ جاتے۔ لیکن چونکہ آپ کو صلیب ہی پر مرنا منظور تھا۔ اس لئے آپ نے وہی کہا۔ جس کے باعث سے آپ کو صلیب دی جائے۔

(14)افسوس ہے کہ مسٹر م۔ع نے انجیل جلیل کو بے تعصب ہو کر نہیں پڑھا۔ ورنہ اسی انجیل متی کے17باب میں ان کو دو ایسی باتیں مل جاتیں جن سے صاف ظاہر ہوتا ہے۔ کہ خداوند صلیبی موت مرنا چاہتے تھے۔

پہلی بات یہ ہے ۔ کہ جب حضورپیلاطس کے سامنے پیش ہوئے تو پیلاطس نے آپ سے کہا کہ کیو تو یہودیوں کا بادشاہ ہے؟ حضور نے جواب دیا۔ کہ "توخود کہتا ہے"۔ یعنی ہاں جیسا تو کہتا ہے۔ میں وہی ہوں اگر اس موقعہ پر خداوند انکا رکرتے۔ تو آپ یقینا رہا ہوتے۔ لیکن ازبس کہ آپ کو رہائی منظورنہ تھی۔ اس لئے آپ نے اس کا جواب دیا جس سے پیلاطس سمجھے کہ آپ یہودیوں کے بادشاہ ہیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ جب یہودیوں کے بزرگ اورکاہن پیلاطس کے آگے حضورپر طرح طرح کے الزام لگا رہے تھے۔ اُس وقت پیلاطس نے حضورسے کہا۔ کہ تو ان کا جواب کیوں نہیں دیتا؟ خداوند نے ان کے ایک الزام کا بھی جواب نہیں دیا۔ جس سے پیلاطس کو تعجب ہوا۔ اگر خداوند موت سے بچنا چاہتے۔ تو ان کا جواب دے کر چھوٹ سکتے تھے۔

(15)مسٹرم۔ع نے اس جملہ سے۔ کہ" پھر یسوع بڑی آواز سے چلایا۔ اورجان دی"۔ (متی 46:27) یہ بھدا استدلال کیا ہے۔ کہ حضور کے چلانے سے یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپ موت پر رضامند نہ تھے۔ اگریہ صاحب اناجیل کو دیانت داری کے ساتھ پڑھتے۔ تو ان کو معلوم ہو جاتا۔ کہ آپ کا چلانا موت کے ڈرسے نہ تھا۔ بلکہ آپ نے چلاکر ایک پیشن گوئی کے پورے ہونے کی اطلاع دی۔ وہ یہ کہ "پورا ہوا" (یوحنا19:قب) یعنی ذبح عظیم۔ خُدا کا ازلی ارادہ۔ شریعت کا مقصد اورانبیاء عہد قدیم کی پیشن گوئیاں آج پوری ہوئیں۔

(16)اس جملہ سے بھی کہ "جان دی" حضورکی رضا مندی ظاہرہوتی ہے۔

(17) خُداوند کے اس قول سے بھی صاف ظاہر ہے۔ کہ آپ صلیبی موت پر راضی تھے کہ " ابن آدم اس لئے نہیں آیا کہ خدمت لے بلکہ خدمت کرے۔ اورا پنی جان بہتیروں کے بدلے فدیہ میں دے"۔(متی ق28:2، مرقس ق45:1)۔

(18) خُداوند اپنی قربانی کو بدیں الفاظ پیش کرتے ہیں کہ اس سے زیادہ محبت کوئی شخص نہیں کرتا۔ کہ اپنی جان اپنے دوستوں کے لئے دے دے"۔ (یوحنا15 13:(

(19) پھر خُداوند فرماتے ہیں۔ کہ باپ مجھ سے اس لئے محبت رکھتا ہے۔ کہ میں اپنی جان دیتا ہوں۔ تاکہ اسے پھر لے لوں۔ کوئی اسے مجھ سے چھینتا نہیں۔ بلکہ میں اسے آپ ہی دیتا ہوں"۔ (یوحنا18 ۔ق17:1)۔

(ق2) پھر آپ فرماتے ہیں۔ کہ اچھا چرواہا میں ہوں۔ اچھا چرواہا بھیڑوں کے لئے اپنی جان دیتا ہے۔"(یوحناق11:1)۔

(21) خُداوند کو پوری طرح سے علم تھا۔ کہ آپ کس موت سے اورکس طرح مارے جائیں گے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں۔ کہ

اوریروشلیم جاتے ہوئے یسوع بارہ شاگردوں کا الگ لے گیا۔ اورراہ مینان سے کہا۔" دیکھو ہم یروشلیم کو جاتے ہیں۔

اورابن آدم سردارکاہنوں اورفقہیوں کے حوالے کیا جائے گا۔ اوروہ اس کے قتل کا حکم دیں گے۔ اوراسے غیر قوموں کے حوالے کریں گے۔ تاکہ وہ اُسے ٹھٹھوں میںاُڑائیں۔ اورکوڑے ماریں اورصلیب پر چڑھائیں اوروہ تیسرے دن زندہ کیا جائے گا" (متی 19 ۔ق17:2، لوقا33 ۔31:18)۔

(22 ۔23 ۔24) خداوند اپنی موت کے متعلق فرماتے ہیں ۔ کہ "اورجس طرح موسی نے سانپ کوبیابان میں اونچے چڑھایا۔ اسی طرح ضرور ہے کہ ابن آدم بھی اونچے پر چڑھایا جائے تاکہ جو کوئی ایمان لائے۔ اس میں ہمیشہ کی زندگی پائے" (یوحنا 16 ۔14:3)۔

یسوع نے پطرس سے کہا۔" تلوار کو میان میں رکھ۔ جو پیالہ باپ نے مجھ کو دیا ۔ کیا میں اسے نہ پیئوں"۔(یوحنا18 11:) اورجس طرح باپ نے مجھے حکم دیا ہے ۔ میں ویسا ہی کرتا ہوں۔ اُٹھو یہاں سے چلیں۔" (یوحنا14 31:)۔

(25) خُداوند فرماتے ہیں کہ۔ " جو روٹی میں جہان کی زندگی کے لئے دوں گا۔ وہ میرا گوشت ہے"۔(یوحنا6 51:(

(26)پھر فرماتے ہیں کہ۔" یہ عہد کا میرا وہ خون ہے۔ جو بہتیروں کے لئے گناہوں کی معافی کے واسطے بہایا جاتا ہے"(متی26:26،لوقا19:22، مرقس 22:14)۔

ہم نے نہایت اختصار سے کام لے کر یہ26دلائل خود اپنے منجی کے کلام سے پیش کئے ہیں۔ جن سے صاف صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ ہمارے ،منجی کی صلیبی موت اجباری نہیں۔ بلکہ اختیار تھی۔ اب ہم عہد قدیم میں سے بعض ایسی پیشین گوئیاں بدیہ ناظرین کریں گے۔ جن سے کھلے طور پر ثابت ہوتا ہے۔ کہ ہمارے منجی کی صلیبی موت اختیاری تھی۔

(1)یسعیاہ نبی حضور کے ساتھ ان کے دشمنوں کا سلوک اوراستہزا کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ

"میں نے اپنی پیٹھ پیٹنے والوں کے اوراپنی ڈاڑھی نوچنے والوں کے حوالہ کی۔ میں نے اپنا منہ رسوائی اور تھوک سے نہیں چھپایا")یسعیاہ6:5)۔

تمام آیت میں لفظ "میں" موجود ہے۔ جو اختیار پر دلالت کرتا ہے۔

(2)پھر یسعیاہ نبی پیشین گوئی کے طور پر فرماتے ہیں۔ کہ

"یقینا اس نے ہماری مشقتیں اٹھالیں۔اورہمارے غموں کا بوجھ اپنے اوپر چڑھایا پر ہم نے اس کا یہ حال سمجھا۔ کہ وہ خدا کا مارا کوڑا اورستایا ہوا ہے۔ پر وہ ہمارے گناہوں کے سبب گھائل کیا گیا۔ اور ہماری بدکاریوں کے باعث کچلا گیا۔ ہماری ہی سلامتی کے لئے اُس پر سیاست ہوئی۔ تاکہ اُس کے مار کھانے سے ہم چنگے ہوں۔ ہم سب بھیڑوں کی مانند بھٹک گئے ہم میں سے ہر ایک پانی راہ کو پھرا۔ پر خداوند نے ہم سبھوں کی بدکاری اس پر لادی۔ وہ تو نہایت ستایا گیا۔ اورغمزدہ ہوا۔ تو بھی اس نے اپنا منہ نہ کھولا۔ وہ جیسے برہ جسے ذبح کرنے لے جاتے۔ اورجیسے بھیڑ اپنے بال کترنے والوں کے آگے بے زبان ہے۔ اسی طرح اس نے اپنا منہ نہ کھولا۔ ایذادے کر اوراس پر حکم کرکے وہ اسے لے گئے۔ پر کون اس کے زمانے کا بیان کرے گا؟ کہ وہ زندوں کی زمین سے کاٹ ڈالا گیا۔ میری گروہ کے گناہوں کے سبب اس پر مار پڑی۔ اس کی قبر بھی شریروں کے درمیان ٹھہرائی گئی تھی۔ پر وہ اپنے مرنے کے بعد دولت مندوں کے ساتھ ہوا۔ کیونکہ اس نے کسی طرح کا ظلم نہ کیا۔ اوراُس کے منہ میں ہرگز چھل نہ تھا۔

لےکن خداوند کو پسند آیا۔ کہ اُسے کچلے۔ اُس نے اُسے غمگین کیا۔جب اُس کی جان گناہ کے لئے گزرانی جائے۔ تو اپنی نسل کو دےکھے گا۔ اوراس کی عمر دراز ہوگی اورخدا کی مرضی اس کے ہاتھ کے وسیلے بر آئے گی۔ اپنی جان ہی کا دکھ اٹھا کے وہ اسے دےکھے گا۔ اور سیر ہوگا اپنی ہی پہچان سے میرا صادق بندہ بہتوں کو راستباز

ٹھہرائے گا۔کیونکہ وہ ان کی بدکاریاں اپنے اوپر اٹھا لے گا۔ اس لئے میں اُسے بزرگوں کے ساتھ ایک حصہ دوں گا۔ اور وہ لوٹ کامال زورآوروں کے ساتھ بانٹ لے گا۔ کہ اُس نے اپنی جان موت کے لئے انڈیل دی اور وہ گنہ گاروں کے درمیان شمارکیا گیا۔ اوراس نے بہتوں کے گناہ اُٹھا لئے۔ اور گہنگاروں کی شفاعت کی۔(12-53:4)پرانا ترجمہ۔

غرض کہ ان تمام پیشین گوئیوں سے بہ صراحت معلوم ہوتا ہے کہ حضورنہایت رضا مندی اورخوشنودی کے ساتھ اپنے گہنگاربندوں کی خاطراپنی جان دیں گے۔ اگرہم ان تمام پیشین گوئیوں کو جو عہد قدیم میں ہےں یہاں نقل کریں۔ تویقینا یہ ایک ضحیم کتاب بن جائے گی۔ لہذا منصف مزاجوں اوراُن کے لئے جن کا دل تعصب سے خالی ہے۔ اتنا ہی کافی سے زیادہ ہے۔